قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۲۸ | مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۸ ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بمعہ رفقاء سفر ۲۔ مئی کی صبح ڈیرہ دون سے روانہ ہو کر شام کے ساڑھے سات بجے دہلی پہونچ گئے ::

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی علاقہ بیٹ میں۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری ضلع گوجرانوالہ میں اور گیانی واحد حسین صاحب ضلع جالندھر و ہوشیارپور کے علاقہ میں تبلیغی دورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اپنے وطن سے واپس تشریف لے آئے ہیں ::

قادیان ہائی سکول کی ٹیم پرنس آف ویلز کالج جموں سے کرکٹ۔ اور ہاکی کا میچ کھیلنے گئی تھی۔ جو ہر دو میچوں میں کامیاب رہی

جامعہ احمدیہ کے فسٹ ایر کے طلباء کا سالانہ امتحان شروع ہے احباب بچوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ::

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان

"لیکھرام کے قتل ہونے سے پیشتر کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ غور کرو۔ کہ وقت۔ مدت۔ صورت موت کا بتا دینا کیا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اور پھر وہ اسی طرح مارا گیا۔ جیسا کہ دعوےٰ کیا گیا تھا۔ جب یہ پیشگوئی کی گئی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کروڑہا انسانوں میں مشہور ہو گئی۔ ہندو و مسلمان عیسائی۔ سکھ ہر قوم و ملت کے لوگ اس سے واقف ہو گئے۔ یہاں تک کہ عام بازاری لوگوں سے لے کر گورنمنٹ تک کو اطلاع ہو گئی۔ اور خود آریوں نے بڑے زور و شور کے ساتھ اس کو مشتہر کیا۔ اور جہاں لیکھرام خود جاتا۔ اس پیشگوئی کا ذکر کرتا۔ اور شہرت دیتا۔ اور جب پیشگوئی پوری ہوئی۔ تو ایک عام شور برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہماری بھی خانہ تلاشی ہوئی۔ تاکہ اس کی صداقت اور شہرت اس خاص ذریعہ سے اور بھی ہو۔ اور یہ نشان ہمیشہ صفحۂ دہر پر ثبت رہے۔ پھر مقدمات کے دوران میں سرکاری کاغذات اور مثلوں میں اس پیشگوئی کے متعلق بیانات اور کاغذات درج اور شامل ہوئے الغرض یہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جس کی نظیر کوئی قوم دکھلا نہیں سکتی۔ کیا کسی انسانی طاقت اور فراست کا کام ہے۔ کہ وہ کسی کی نسبت چار دن کی خبر بھی دے کہ فلاں وقت پر فلاں موت سے مر جائیگا۔ مگر یہاں چھ سال پہلے وقت۔ صورت موت وغیرہ سے اطلاع دی گئی۔ حالانکہ وہ تیس برس کا ایک مضبوط جوان آدمی تھا۔ اور اس نے بھی تو میری نسبت کہا۔ کہ میں تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جاؤنگا۔ اور میں اس کی نسبت عمر میں بہت بڑا اور ضعیف اور قریباً دائم المریض تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلائی۔ اور اس کو ہلاک کر کے اپنے سچے دین کی صداقت پر مہر کر دی"۔ (الحکم ۷ر اپریل سنہ ۱۹۰۰ء)

۳۔ مئی بستری عبدالکریم صاحب مہاجر چند روز تپ محرقہ میں بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں ::

الجماعۃ الاحمدیۃ فی الدیار العربیۃ

علماء حمص اور احمدیت

گذشتہ سال علماء حمص کی طرف سے ایک کتاب النصیحۃ الاسلامیہ برادرم منیر الحصنی کی کتاب نداء عام کے جواب میں شائع ہوئی تھی۔ جس کا جواب میں نے بصورت کتاب دیا۔ آٹھ ماہ تک پھر کسی کو کچھ لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر ایک حمصی عالم نے ۱۴۴ صفحہ کی کتاب حجۃ الاسلام لکھی جس میں میری کتاب کی ایک فصل کا جواب دینے کی کوشش کی۔ اس کے رد میں میں نے کشف اللثام عن وجہ من الف حجۃ الاسلام شائع کیا۔ جو حمص کے علماء۔ وجہاء۔ تجار اور اطباء وغیرہ کو فرداً فرداً بذریعہ ڈاک دو سو کے قریب روانہ کیا گیا اور ان کے علاوہ برادرم طہٰ السکاف نے بھی پچاس کے قریب نسخے تقسیم کئے۔ اسی طرح شام اور فلسطین میں یہ ٹریکٹ تقسیم کیا گیا۔

کشف اللثام کا اثر

برادرم طہٰ السکاف اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کشف اللثام کے نسخے ملے۔ جو تقسیم کر دیئے گئے اسی روز جن لوگوں کو آپ نے ڈاک میں نسخے روانہ کئے تھے۔ پہنچ گئے۔ شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ اور ابو غور مؤلف حجۃ الاسلام لوگوں کی نظر سے گر گیا۔ میں نے بہت دفعہ لوگوں کو اُسے لعنت کرتے سُنا۔ انشاء اللہ وُہ وقت دُور نہیں۔ جبکہ لوگ کثرت سے احمدیت میں داخل ہونگے۔ اہالیانِ حمص چھوٹے بڑے۔ مرد عورتیں مسیحی مسلم سب کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ دنیا میں ایک جماعت احمدیہ ہے۔ جو خالص اسلامی جماعت ہے۔ اور اگر مشائخ تعصب چھوڑ دیں۔ تو لوگ اصل حقیقت تک بہ آسانی پہونچ جائیں اور آپ کی سب باتیں قبول کر لیں۔

مصر سے واپسی

جماعت احمدیہ حیفا و کبابیر کی استدعا پر رمضان سے چند یوم قبل میں مصر سے حیفا واپس آ گیا۔ دونوں جماعتوں کو میں نے پہلے سے اخلاص میں زیادہ پایا۔ جب کبابیر گیا۔ تو دوست استقبال کے لئے گاؤں سے باہر موجود تھے۔ برادرم شیخ صالح نے قصیدہ بنا کر بچوں کو یاد کرایا ہوا تھا۔ جو انہوں نے پڑھا۔ تمام دوستوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ میرے اثناء قیام مصر میں المجلس الاسلامی الاعلیٰ کی طرف سے ایک مبلغ بھیجا گیا تھا۔ جو کبابیر میں ایک ماہ رہا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے کسی احمدی پر اثر نہ ڈال سکا بلکہ اس کا وجود احمدیوں کے لئے باعث ازدیاد ایمان ہوا۔ اور برادرم منیر الحصنی نے دمشق سے حیفا پہونچکر اس سے مباحثات کئے۔ جن کا اثر احمدیوں اور غیر احمدیوں پر نہایت اچھا ہوا۔

درس القرآن فی رمضان

رمضان میں قرآن شریف کا درس جاری کیا حسب اتفاق جماعت احمدیہ حیفا و کبابیر ایک ہفتہ کبابیر میں اور ایک ہفتہ حیفا میں میرا قیام تجویز ہوا۔

احمدیت کا رعب مسیحیت پر

عید کے دوسرے روز چند غیر احمدی ایک مسیحی کو میرے پاس لے آئے۔ اس نے انہیں ایک کتاب مطالعہ کے لئے دی تھی جس میں ایک شامی شیخ کے مسیحی ہونے کا قصہ لکھا تھا۔ اور تمام مسائل مختلفہ بین الاسلام والمسیحین پر بحث کی ہے۔ جب ایک ہفتہ کے بعد ان سے دریافت کرنے کے لئے آیا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم تو ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ چلو احمدی شیخ کے پاس چلتے ہیں۔ وُہ اُسے لے آئے۔ ظہر سے لے کر عصر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر اُس مسیحی نے میری تمام باتوں کو مان لیا۔ اور قسم کھا کر کہا۔ کہ یہاں کے مشائخ قطعاً ان باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔ غیر احمدیوں نے بھی احمدیوں سے کہا۔ درحقیقت احمدیت مسیحیت کے لئے ایک کاری ضرب ہے یہ عجیب بات ہے۔ کہ کبابیر میں پادری وقتاً فوقتاً آتے رہتے تھے۔ مگر جب سے انہیں معلوم ہوا۔ کہ وہاں کے لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان کے پاس کوئی نہیں آیا۔ باوجودیکہ وُہ انہیں کہتے ہیں۔ کہ آؤ مگر وُہ اس طرف مونہہ نہیں کرتے۔ یہ احمدیت کے مسیحیت پر رُعب کی دلیل ہے۔

ایک احمدی کا اپنے غیر احمدی دوستوں کو جواب

برادرم شیخ علی القزق قرقہ ذلیہ کے چیدہ اشخاص میں سے ہیں۔ جب وُہ احمدیت میں داخل ہُوئے۔ تو شاذلیوں نے ہر چند کوشش کی۔ کہ وُہ پھر ان کے ساتھ مل جائیں۔ حتےٰ کہ بعض نے ان کے سامنے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے بذریعہ خط انہیں لکھا:۔

"آپ روتے ہیں۔ اور آپ رونے میں حق بجانب ہیں۔ کیونکہ انسان اپنے رشتہ دار یا دوست کے مرنے پر رویا کرتا ہے۔ میں نے بھی اپنی پہلی زندگی پر موت وارد کر لی ہے۔ اور ایک نئی زندگی پائی ہے۔ آپ کی طرف سے تو میں مر چکا ہوں۔ اس لئے آپ روئیں اور خوب روئیں۔ کیونکہ میں آپ کی طرف اب واپس نہیں آسکتا۔"

نئے احمدی

ماہ رمضان میں دو عورتیں کبابیر سے اور ایک شخص سیلون گاؤں کا رہنے والا احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی قبولیتِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار جلال الدین شمس احمدی از حیفا (فلسطین)

مبلغ کشمیر کا دورۂ تبلیغ

ریاست کشمیر کی احمدیہ جماعتیں آگاہ رہیں۔ کہ مولوی عبدالواحد صاحب مبلغ نظارت دعوۃ و تبلیغ ریاست پونچھ کے تبلیغی دورہ سے فارغ ہو کر اب علاقہ ریاسی و بدل کے دورہ کے لئے آ رہے ہیں۔ احباب ان کے سفر اور فرائض کی انجام دہی میں پوری پوری مدد کریں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

"شہیدوں کا خوں رنگ لایا کریگا"

بٹالہ کے ایک جلسہ منعقدہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۱ء میں مولوی ظفر علی ایڈیٹر اخبار زمیندار نے حسبِ عادت جماعت احمدیہ کے خلاف زہر افشانی کی۔ اور ایک دھمکی آمیز نظم سُنائی۔ جو ۲۶ اپریل ۱۹۳۱ء کے زمیندار میں شائع ہوئی ہے۔ یہ نظم اس کا جواب ہے:۔

خُدا دستِ قُدرت دِکھایا کرے گا۔
ظفر کون ہے اور مجال اس کی کیا ہے؟
ہمارے مقابل پہ جب تُو اُٹھے گا۔
ترے واسطے غم پہ غم ہے مقدر۔
ہر اک احمدی شو پہ بھاری ہے سُن لے
محمدؐ سے ہندو کو کیا واسطہ ہے
تمہیں کون کب تک بچایا کرے دُشمن

"نشاں ظالموں کا مٹایا کرے گا!"
"عَلم قادیاں کا جھُکایا کرے گا!"
خُدا کی قسم مُونہہ کی کھایا کرے گا۔
تمہیں "خوں کے آنسو رلایا کرے گا!"
"حریفوں کے چھکّے چھڑایا کرے گا"
وُہ گاندھی کے گُن جا کے گایا کرے گا۔
"خدا کے غضب سے بچایا کرے گا"

محمد علی گر ہُوئے حق پہ قربان
"سو شہیدوں کا خون رنگ لایا کرے گا"

[illegible]

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

"الفضل" کا ۱۰ مئی کا ماہوار ایڈیشن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ وصال ۲۶۔ مئی کو "مسیح موعودؑ نمبر" کے نام سے شائع ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔ اس خیر و برکت کے کام میں اہل قلم اصحاب کو بذریعہ نظم و نثر شرکت فرمانی چاہیئے۔ خاص کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا شرف جن بزرگوں کو حاصل ہے۔ وُہ "ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے" کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضرور توجہ فرمائیں۔ اور جلد سے جلد اپنے مضامین ارسال کر کے شکر گزار بنائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

تحریکِ ہجرت

خطرناک ایام درپیش ہیں

از جناب ناظر صاحب اعلیٰ قادیان

قادیان کی برکات

اللہ تعالیٰ نے قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پر دارالامان کا خطاب بخشا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے من دخلہ کان اٰمناً۔ اسی طرح اس مبارک مقام کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اور وحی الٰہی میں مندرجہ ذیل کلمات طیبہ وارد ہوئے ہیں۔ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا بالاستکبار اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات میں بار بار اس مقام کی ترقی۔ حفاظت اور اس کو بابرکت کرنے کے وعدے موجود ہیں۔ اور اس وقت پنجاب کے بڑے بڑے پُررونق اور متمول بلاد کے متعلق بھی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ قادیان دارالامان اس نئی دُنیا کا تقدیر الٰہی میں مرکز قرار پاچکا ہے۔ اس لئے مخلص احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ اس کی برکات روحانی وجسمانی سے متمتع ہونے کے لئے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لئے قادیان کی طرف خدمتِ دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں:

دجّالی فتنہ کا مقابلہ

دجّال کے فتنہ سے بچنے کے لئے اور اس فتنہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اوائل میں بہتوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس ہجرت کو قبول فرمایا۔ اور ان کو فتنۂ دجال سے محفوظ ہی نہیں رکھا۔ بلکہ اس فتنۂ دجالی پر ان کو غلبہ دیا۔ یہانتک کہ اس کامیاب جنگ کا اعتراف خود دجّال یعنی چرچ مشنری سوسائیٹیوں کی طرف سے جابجا کیا گیا۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی امداد سے ہمارے متعدد مشن ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ممالک میں عیسائیت کے ساتھ کامیاب جنگ کر رہے ہیں:

ایک اور ہجرت

اس فتنۂ عظیم کے بعد ایک اور ہجرت ہوئی۔ بہت لوگ فتنۂ طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے اور اس بلائے عظیم سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور ان میں سے بعض نے انی احافظ کل من فی الدار کی ظاہر و باطن دونوں شقوں کو پورا کرنے کے لئے قادیان کی طرف ہجرت کی۔ اس وقت کا نظارہ بہت ہی عجیب تھا۔ قادیان کے چھوٹے سے گاؤں میں طاعون سے اپنی نسبت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہندو اور غیر احمدی مرے۔ اور ایسی مری پڑی۔ کہ ہندو اور سکھ قوم کی اُس وقت کی ہلاکت کا اثر ان دونوں قوموں پر اب تک چلا آتا ہے اور ان کی آبادی ایسی گری۔ کہ پھر نہ بڑھی۔ لیکن احمدیوں کو اور احمدیوں کے محلہ کو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت بھی محفوظ رکھا۔ ان ایام میں جب ہم لوگ صبح کے وقت اُٹھتے۔ تو غیروں کے محلوں میں آہ و فغاں سے ایک شورِ محشر برپا ہوتا تھا۔ اور انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا بالاستکبار کے دونوں شق پہلو بہ پہلو پورے ہو رہے تھے:

سیاسی فتنہ

اب اس ملک میں ایک اور فتنہ کھڑا ہوا ہے۔ اور وہ سیاسی فتنہ ہے۔ جس کی قوتِ اہلاک پہلے دونوں فتنوں سے کم نہیں۔ اور قومیں قوموں پر حملہ آور ہیں۔ ہندو اور مسلمان دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بچوں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ عورتوں کی عصمت دری کرنے کے بعد ان کو سخت سے سخت عذاب دے کر ہلاک کر دیا جاتا ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ اکثر ہندوؤں کی طرف سے ابتداء ہوتی ہے۔ اور زیادہ وحشت بھی ہندوؤں یا سکھوں کی طرف سے ہی ظہور میں آئی ہے۔ لیکن بات چھڑ جائے۔ اور طاقت اور موقعہ میسر آجائے۔ تو مسلمان بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔ دونوں قومیں اعلیٰ اخلاق سے گرچکی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے محفوظ نہیں ہیں اسی طرح ان لوگوں سے احمدی بھی عام طور پر محفوظ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی قادیان کی بستی ان لوگوں سے محفوظ ہے۔ بلکہ کئی دفعہ ان کی حرکات سے اس بات کا ثبوت مل چکا ہے۔ کہ قادیان ان لوگوں کی آنکھ کا خار ہے۔ اور اس سے پہلے یہ لوگ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دانت پیستے تھے۔ اب یہ لوگ قادیان پر دانت پیس رہے ہیں۔ اس لئے احمدی جماعت کے مخلص افراد پر واجب ہے کہ اس پُرفتن زمانہ میں قادیان کی حفاظت کی غرض سے قادیان کی طرف ہجرت کریں۔ اور اس طرح وُہ اور ان کی اولاد ہر ایک آنے والے فتنہ اور خطرہ سے محفوظ رہے۔ کیونکہ وُہ لوگ اللہ تعالیٰ کی موعودہ زمین کے باشندے ہونگے۔ اور اپنی جمعیت سے قادیان کی بستی کو طاقت دے کر اللہ تعالیٰ سے اجر کے مستحق ہونگے۔ اس پُرفتن زمانہ میں جبکہ حکومت بنیادوں سے ہلادی گئی ہے۔ اور واقعات اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ ایسے فتنہ کے سامنے تعطّل کی حالت تک پہونچ چکی ہے۔ اور جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا معاملہ پیش آنے والا ہے۔ ایسے خطرناک وقت میں خردمندی اور ہوشیاری اسی میں ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کی موعودہ زمین میں مستقل قیام اختیار کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ قلعہ میں بود و باش رکھے:

ملک کی افسوسناک اخلاقی حالت

ملک کی اخلاقی حالت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ بھگت سنگھ جیسے قاتل اور ان کے ساتھیوں کے لئے اس ملک کی دو اہم ترین کانفرنسوں میں ان کی بہادری اور ان کی قربانی کی تعریف میں ریزولیوشن پاس کئے گئے ہیں۔ ایسے لوگوں میں مستقل طور پر آباد رہنا۔ اور ان پر اعتماد کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے:

قادیان کی حفاظت

اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ دوستوں میں گھبراہٹ پیدا کروں۔ کیونکہ جب کہ گذشتہ فتن احمدیت کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور ان سے جماعت کی ترقی ہوئی ہے۔ تو یہ فتنۂ عظیمہ بھی جماعت کی ترقی کا ہی موجب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم اس سے محفوظ بھی رہیں گے۔ اور اس میں کامیابی اور سرخروئی حاصل کریں گے۔ لیکن اس جنگ میں یہ ضروری ہے۔ کہ ہم قادیان کے مقامِ پاک کی دل و جان سے حفاظت کریں۔ اور اپنی اور اپنے بچوں کی

جان و عزت کی حفاظت کے ذرائع پر غور کریں۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاق کے اعلیٰ معیار پر قائم ہے۔ قادیان کی آبادی خواہ ہندو ہو۔ یا سکھ۔ خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی مسلمان سب کی عزت و جان و مال اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ ہے اور احمدیہ جماعت کے افراد ایسے کمینہ پن سے پاک ہیں۔ کہ اپنے مد مقابل کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔ یہی اخلاق عالیہ ہیں۔ جن کی وجہ سے حقیقی خطرہ کے وقت انسان میں سچی بہادری کا جوہر پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے قادیان آکر آپ ایسے لوگوں میں شامل ہونگے۔ جو شرافت اور امن کے پتلے ہیں۔ جن کے ہمسائے ان سے محفوظ ہیں۔ وہ اپنے اعداء ہمسائیوں کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن تعدی اور ایذا کرنے والے دشمن کا ایسے استقلال اور حوصلہ سے مقابلہ کرنے والے ہیں۔ کہ عنقریب ثابت ہو جائیگا۔ کہ ہندوستان میں ان کے مقابلہ کی کوئی قوم موجود نہیں ہے۔ اور ہم ان لوگوں کے ساتھی ہیں۔ جنہوں نے پتھروں کی بارش کے نیچے ہنسی خوشی سے جانیں دیں۔ اور اپنے عقائد سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔

قادیان میں ہر ایک قسم کے آدمی کے لئے کام ہے۔ اور کام کا موقعہ ہے۔ یہ خوف کہ وہاں گزارہ کی کیا صورت ہوگی۔ محض ایک تخویف من الشیطان ہے۔ اگر احباب اللہ تعالیٰ کے واسطے قربانی کرنے کے لئے تیار رہوں۔ تو ہر ایک قسم کے آدمی کے لئے یہاں گزارہ کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس امر کے متعلق احباب مجھ سے براہ راست خط و کتابت کریں۔

گاندھی جی اور اقلیتیں

گاندھی جی نے ایک بار پھر ہندوؤں کو تلقین کی ہے۔ کہ اقلیتیں جو کچھ مانگیں۔ انہیں دے دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں مصر میں مسلمانوں کی اکثریت اور عیسائیوں کی اقلیت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ہندو اکثریت میں ہیں۔ انہیں اقلیتوں کو جو کچھ وہ مانگیں دے دینا چاہیئے"

ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی کے صرف یہ کہہ دینے سے نہ تو ہندو اقلیتوں کو کچھ دینے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ اور نہ اقلیتیں اس قسم کے الفاظ کی کوئی وقعت سمجھتی ہیں۔ کیونکہ سب کو معلوم ہے گاندھی جی جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ وہ صرف دکھاوا ہے۔ حقیقت کا اس میں کوئی شائبہ نہیں۔ اور نہ گاندھی جی یہ چاہتے ہیں۔ کہ اقلیتوں کے مطالبات پورے کئے جائیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد یہ تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہندو سب کچھ اقلیتوں کو دے دیں۔ اور جو کچھ باقی بچے۔ خود اس پر اکتفا کریں۔ لیکن عملی طور پر اس بارے میں کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ اور کچھ کرنا تو الگ رہا اپنی طرف سے اتنا بھی نہیں کہتے۔ کہ میں اقلیتوں کے مطالبات درست تسلیم کرتا ہوں۔ اور اپنی طرف سے وہ سب کچھ انہیں دیتا ہوں۔ جس کا وہ مطالبہ کرتی ہیں۔

بے شک اس صورت میں بھی اقلیتوں کو اس وقت تک کچھ نہیں حاصل ہو سکتا۔ جب تک تمام ہندو ان کے مطالبات پورے کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ لیکن اس سے یہ تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ گاندھی جی بذات خود اقلیتوں سے انصاف کرنے اور انہیں اپنے حقوق کے متعلق اطمینان دلانے کے لئے تیار ہیں۔ مگر افسوس کہ گاندھی جی اس طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتے۔ اور وہی بات دوہراتے جاتے ہیں۔ جو اس وقت تک ہندوؤں پر کچھ بھی اثر نہیں پیدا کر سکی۔

کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ گاندھی جی جو گورنمنٹ برطانیہ سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ خود اقلیتوں کے حقوق کے متعلق ایسا تہکم آمیز رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں ان کا فیصلہ ہندو تسلیم نہیں کرینگے۔ تو وہ ہندوؤں سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ پھر گورنمنٹ برطانیہ سے تصفیہ کرنے کے لئے مجھے کس مونہہ سے اپنا واحد نمائندہ تجویز کر رہے ہو۔ لیکن اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہندو ان پر پورا پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ تو انہیں اقلیتوں کے حقوق کے متعلق صفائی کے ساتھ فیصلہ کر دینا چاہیئے۔ لیکن ممکن نہیں۔ کہ گاندھی جی کبھی اس طرف آئیں۔

عید کس طرح بخیریت گزری

عید کے بخیریت گزرنے پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اور ہر ایک امن پسند کے لئے فی الواقعہ یہ خوشی کا مقام ہے کہ گزشتہ سالوں کی طرح کسی بڑے شہر میں اس سال کشت و خون نہیں ہوا کہ مسلمان کیوں اپنا ایک مذہبی فرض ادا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ معلوم کرکے سر شرم و ندامت سے جھک جاتا ہے۔ کہ یہ تقریب انسانی خون کی آلائش سے اس لئے پاک نہیں رہی۔ کہ وہ لوگ جو حیوانوں کو بچانے کے بہانہ سے انسانوں کو قتل کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ انہوں نے انسانی جان کی قدر و قیمت جان لی۔ وہ رواداری سے کام لینے لگے۔ انہوں نے مسلمانوں کے مذہبی امور میں دخل دینے اور بجبر روکنے سے باز رہنے کا عہد کر لیا۔ بلکہ اس لئے کہ ہر ایسی جگہ جہاں فتنہ و فساد کا خطرہ تھا۔ حکومت نے پورا پورا انتظام کر لیا۔ پس یہ درست ہے۔ کہ اس دفعہ عید بخیریت گزری۔ مگر یہ بھی درست ہے۔ کہ حکومت کی طاقت اور اس کے انتظامات کی وجہ سے گزری۔ اور یہ بات ان لوگوں کے لئے نہایت ہی شرمناک ہے۔ جو ہندوستان کے لئے مکمل آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں جبکہ ایک تیسری طاقت کے ڈنڈے کے بغیر سال کے بعد آنے والی ایک تقریب بھی امن سے نہیں گزر سکتی۔ تو روزانہ کے معاملات میں کیونکر امن قائم رہ سکتا ہے۔

ہندوؤں کی زبردست بننے کی تیاریاں

ایک طرف ہندوؤں کے ارادوں اور تیاریوں کو دیکھ کر اور دوسری طرف مسلمانوں کی غفلت اور لاپرواہی پر نظر کرکے حیرت ہوتی ہے۔ ہندو لاہور میں ایک ہندو کانفرنس منعقد کر رہے ہیں جس کی بنیاد یہ بیان کی جا رہی ہے۔ کہ:

"ہندوؤں کو نہ گورنمنٹ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ اور نہ مسلمانوں پر۔ انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو اتنا مضبوط اور زبردست بنا لینا چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ بھی اور مسلمان بھی ہندوؤں کی ہستی کو تسلیم کریں۔ اور سمجھیں۔ کہ ہندوؤں کی ہستی ہی سے ان کی ہستی ہے۔ ورنہ وہ زندہ نہیں رہ سکتے" (ملاپ ۲ - مئی)

مطلب صاف ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کلیتہً ہندوؤں کے ہاتھ میں ہو۔ اب بھی یہ بات ہندوؤں کو ایک بڑی حد تک حاصل ہے۔ کسر صرف اتنی ہے۔ کہ گورنمنٹ ان کے رستہ میں حائل ہے۔ لیکن اسے رستہ سے ہٹانے کی وہ پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ گورنمنٹ بھی ان کے آگے دبتی جا رہی ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ انہیں اپنی حفاظت کی کس قدر ضرورت ہے۔ اور ان کی طرف خطرات کس طرح منہ کھولے دوڑے آ رہے ہیں۔

اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا وعدہ

نائب وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں پھر حکومت برطانیہ کا یہ وعدہ دوہرایا ہے۔ کہ جدید دستور اساسی میں ایسے تحفظات لازمی طور پر رکھے جائیں گے۔ جن سے اقلیتوں کے سیاسی حقوق اور آزادی کی حفاظت ہو سکے۔

کانگرس کی اقلیتوں کے متعلق افسوسناک روش اور ہندوؤں کی مسلمانوں کے خلاف تازہ ظالمانہ اور سفاکانہ یورش نے پہلے سے بھی زیادہ اس بات کی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ کہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت پوری طرح کی جائے۔ اور جہاں تک وعدوں کا تعلق ہے۔ حکومت برطانیہ اتنی بار اس بارے میں وعدے کر چکی ہے۔ کہ ان سے انحراف بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ سیاسیات میں پلٹے کھانا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ اس لئے جب تک عملی طور پر اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا ثبوت نہ مل جائے۔ اس وقت تک اطمینان حاصل ہونا مشکل ہے۔

لیکھو کی بدزبانی

آریوں سے ضروری گزارش

مذہبی مباحثات میں بدزبانی اور درشت کلامی کی جو بنیاد دیانند آریہ سماج نے رکھی۔ اور جسے لیکھرام ایسے لوگوں نے انتہا کو پہنچا دیا۔ وہ نہ صرف ہر غیر آریہ سماجی کے لئے نہایت تکلیف دہ اور دل آزار ہے بلکہ شریعت آریہ سماجی بھی اس کے مضر اثرات محسوس کرتے اور اسے شرافت وانسانیت کے لئے سیاہ داغ قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کئی بار ایسے لوگوں کی طرف سے یہ تحریک ہو چکی ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کا وہ حصہ جس میں غیر مذاہب پر نہایت اشتعال انگیز طریق سے نکتہ چینی کی گئی۔ اور ہر مذہب کے مقدس پیشواؤں کے خلاف سخت دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اسے حذف کر دیا جائے لیکن چونکہ ایسے لوگوں کی تعداد قلیل ہے۔ اس لئے ان کی تحریک نقار خانہ میں طوطی کی آواز بن کر گم ہو جاتی ہے۔ اور آریوں کا بڑا طبقہ اسی کوشش میں رہتا ہے۔ کہ نہ صرف دیانند۔ اور لیکھرام کے بوئے ہوئے کانٹوں کی حفاظت کی جائے۔ بلکہ ان میں روز بروز اضافہ کیا جائے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ مختلف اقوام کے باہمی تعلقات کو بگاڑنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور قطعاً نہیں چاہتے کہ رواداری اور صلح جوئی کی فضا پیدا ہونے دیں۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ گوروکل کا سالانہ جلسہ ہردوار میں ہوا یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں آریہ اپنے پرچارک تیار کرتے ہیں۔ اس جلسہ میں آریہ نوجوانوں سے یہ عہد لیا گیا۔ کہ وہ دیانندجی اور لیکھرام کے قدم بقدم چلیں گے۔ چنانچہ انہوں نے بالفاظ پرتاپ (۹ر اپریل ۱۹۳۱ء) اعلان کیا۔ کہ

"ہم اپنا جیون اس ادیش کے لئے دے دینگے جس کیلئے رشی دیانند۔ سوامی شردھانند اور پنڈت لیکھرام نے اپنے پران دے دیئے"

یہ تینوں اشخاص جن کے نام لئے گئے ہیں اور جن کی تقلید میں پران دینے کا عہد کیا گیا ہے۔ ان کے حالات زندگی اور طریق عمل پر نظر کرتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ جب تک ان کی تقلید کرنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہندوستان کی مذہبی فضا کا خطرات سے پاک ہونا ناممکن ہے۔ ذیل میں ہم ان تین میں سے صرف ایک کے ان کارناموں کا نمونہ پیش کرتے ہیں جن پر آریوں کو بڑا فخر ہے۔ اور جن کی پیروی کرنے کا آریہ نوجوانوں سے اقرار لیا جاتا ہے۔ لیکن جو دراصل فتنہ وفساد کی جڑ - اہل ہند کی بدقسمتی کی علامت اور مذہبی دنیا کیلئے بہت بڑی لعنت ہیں۔

لیکھرام اپنی فتنہ انگیز تصنیف تکذیب میں لکھتا ہے:-

"خدائے محمدیاں۔ بے علم اور نافہم اور مکار اور دھوکے باز اور فریبی بلکہ حیلہ پرداز بھی ہے"۔ (صـ۳۶)

"خدائے محمدیاں علم مباحثہ سے ناواقف اور بکر زبان ہے اور ساتھ ہی زود رنج اور متعصب والا بھی ہے"۔ (صـ۳۶)

فرشتوں کو ملزم گردانتے میں خدا نے صریحاً وتوضیحاً۔ مکر کیا۔ اور فریب کیا۔ دھوکا دیا۔ داؤ کھیلا۔" (صـ۳۶)

"قرآنی خدا عالم الغیب بھی نہیں ہے۔ اگر ہوتا غیب کے جاننے والا اور اپنی عقل بھی رکھتا ہوتا۔ اور اگر حور وغلمان کی محبت سے آزاد ہوتا۔ تو وقت پر یا وقت سے آگے سوچتا۔ اور غور فرماتا۔ مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح زنجیرخانہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اگر اس کو پہلے معلوم ہوتا۔ یہ حال کہ شیطان آدم کو سجدہ نہ کرے گا۔ اور مجھے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ تو ہرگز یہ لفظ کہ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد تجھ کو اے شیطان کس چیز نے منع کیا سجدہ سے۔ زبان الہام سے بیان نہ فرماتا"۔ (صـ۳۷)

"مسلمانوں کے نزدیک خدا ایک ایسا شخص ہے۔ جو مکر وفریب سے یا اتفاق وقت سے سلطنت کو پہنچ گیا ہے مگر علم وعقل سے بالکل عاری ہے۔ اور ناواقفوں اور سادہ لوحوں پر یا اس کے اپنے جیسے لوگوں پر اس کی حکومت جاری ہے۔ بہادری کا اس میں نام ونشان نہیں۔ اور خدائی کام کرنے کا اس کو ذرہ بھی گیان نہیں۔ فرشتوں کے سہارے اور آسرے سے اس کی خدائی بنی ہوئی ہے۔ ورنہ اگر وہ کل فرشتے مع معلم الملکوت حضرت ابلیس کے فرنٹ ہو جاتے اور ہاتھ اٹھا کر مقابلہ کو آتے۔ تو عرش کے تخت سے گر پڑتا۔ اور شرمسار ہوتا"۔ (صـ۳۹)

ان سطور میں لیکھو نے خدا تعالےٰ کے متعلق ہاں اس پاک ذات کے متعلق جو تمام صفات حسنہ کی جامع اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔ جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انپر شرافت پیٹ رہی۔ اور تہذیب خون کے آنسو بہا رہی ہے۔ یہ گندہ دہنی اور بدزبانی کا نہایت شرمناک نمونہ ہے۔ لیکن افسوس۔ کہ آریہ اس داغ کو دھونے کی بجائے اسے اور چمکانا چاہتے۔ اور نوجوانوں کو اس کام کے لئے تیار کر رہے ہیں۔

نہایت ہی رنج وافسوس کیسا تھ کہنا پڑتا ہے کہ خدا کے متعلق اس قسم کی ہجو اس کرنے کے بعد خدا کے نبیوں کے متعلق بھی لیکھو نے بیہودہ سرائی میں کمی نہیں کی۔ چنانچہ اسی کتاب میں حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:-

"جس نے شراب پی۔ اور اپنی دختروں سے جماع کیا۔ جھوٹ بولا کیا وہ مومن ہے"۔ (صـ۱۳۵)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:-

"جس نے بت پرستی کی۔ صد ہا عورتوں سے زنا کیا۔ قتل کیا کیا وہ مومن ہے" (صـ۱۳۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:-

"جس نے جھوٹ بولا۔ بہن سے جماع کیا۔ کیا وہ مومن ہے" (صـ۱۳۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:-

"جس نے قتل عام کرائی۔ زنا کرائے۔ بے گناہ بچے مروائے باکرہ چھوکریوں سے زنا بالجبر کرائے۔ جھوٹ بولا۔ خدا کے الہام کی بے قدری کی۔ کیا وہ ایماندار ہے" (صـ۱۳۵)

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:-

"جس نے ایک عورت۔ خاوند والی سے زنا بجبر کیا۔ اور اس کے خاوند کو قتل کرایا۔ جھوٹ بولا۔ کیا وہ مومن ہے" (صـ۱۳۵)

حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:-

"جس نے بت پرستی کی اور کرائی۔ اور خدا کے نام پر الزام لگایا۔ جھوٹ بولا۔ لوگوں کو دھوکا دیا۔ قتل کرایا۔ کیا وہ مومن ہے" (صـ۱۳۵)

سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتا ہے:-

"مسماۃ میمونہ بنت الحارث اونٹ پر چڑھی جا رہی تھی۔ اسپر حضرت کا دل مفتون ہوا۔ اور فتویٰ جاری کیا۔ کہ اونٹ اور اونٹ والی میری ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ وہاں ہی مجامعت کی۔ اور اس کو اپنے ساتھ گھر میں لائے۔ اور اونٹ کو بھی بیت المال میں رکھا" (صـ۸۱)

"پیغمبر صاحب بھی جنت میں اس (شراب) کے پیر مغاں ہیں۔ اور انکی بدولت تمام مومناں سرشار وسرگرداں ہیں"۔ (صـ۱۴۵)

"جس نے خاص دعام کے واسطے چار جورو تیں۔ اور اپنے واسطے بے تعداد اور خصوصاً ۹-۱۱-۱۸ جائز بتلائیں۔ قتل وجہاد کرائے۔ گوشت خوری کی بت پرستی کی۔ صد ہا علمی کتابوں کو جلوایا۔ بے نکاح عورتوں سے جماع کئے۔ اور اپنے بیٹے کی جورو سے دل لگایا۔ اور بے نکاح صحبت کی اور یہ سب الزام لعوم افتراری ہونے کے خدا کے ذمے لگائے۔ کیا وہ مومن ہے؟"

(صـ۱۳۵)

یہ کتنی بڑی خباثت اور شرارت ہے۔ کہ لیکھو اس انسان پر ایسے کمینے اور ناروا حملے کرتا ہے جس کی عزت کروڑوں نفوس کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ اور جو اپنا سب کچھ اس کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اکثر آریوں کو اس کا کچھ بھی احساس نہیں۔ اور وہ ایسے ہی اور لوگ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

لیکھو کی بدزبانیوں کا یہ تھوڑا سا نمونہ دنیا کے سامنے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی بدکلامی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"واضح رہے۔ کہ اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں۔ جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے۔ اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ کون مسلمان ہے۔ جو ان کتابوں کو سُنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو"۔ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

پھر فرمایا:۔

"لیکھرام نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر وہ گستاخانہ حملے کئے۔ اور وہ بے ادبیاں کیں۔ کہ میرا دل کانپ اُٹھا۔ اور میرا جگر پارہ پارہ ہوگیا۔ میں نے اس کی بے ادبیوں اور شوخیوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے دل کے ساتھ خدا کے حضور پیش کیا۔ اُس نے ان شوخیوں اور گستاخیوں کے عوض میں اس کی نسبت مجھے یہ پیشگوئی عطا فرمائی۔ پھر اس پیشگوئی میں اس کی موت وقتِ موت صورتِ موت وغیرہ امور کو بخوبی بتلایا گیا"

(الحکم یکم اکتوبر ۱۹۰۸ء)

پس یہی بدزبانیاں تھیں۔ جن کی سزا میں خدا تعالےٰ نے ایک فرشتہ غیب کے ذریعہ لیکھو کا پیٹ چاک کرایا۔ اور وہی زبان کی چھری جو وہ سالہا سال تک سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں چلاتا رہا۔ ظاہری شکل میں متمثل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی۔ جس خدا نے یہ نشان دکھایا۔ وہ اب بھی موجود ہے۔ مگر ہم از راہِ ہمدردی یہی مشورہ دینگے۔ کہ خدا تعالےٰ کے پاک بندوں کے خلاف بدزبانی کرنا کوئی خوبی نہیں۔ اسے قطعًا ترک کر دینا چاہیئے۔ لیکھرام وغیرہ کی تقلید تو الگ رہی۔ ان کا ذکر بھی زبان پر نہیں لانا چاہیئے۔ اور امن وامان کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ کہ یہی انسانیت کا تقاضا ہے۔ مذہبی امور کے متعلق گفت وشنید ہو۔ بحث ومباحثہ ہو۔ تحریر وتقریر ہو۔ مگر شرافت کو ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ دل آزاری غرض نہ ہو۔ بلکہ ہمدردی اور خیرخواہی پیش نظر ہو۔ دلائل اور براہین سے اپنے مذہب کی خوبیاں ثابت کی جائیں۔ اگر آریہ صاحبان یہ رویہ اختیار کریں۔ تو نہ صرف خود امن کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی بے جا تکلیف سے بچا سکتے ہیں۔ کیا وہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرینگے؟

اسلام پر اعتراضات کے جواب

عرش کی حقیقت

ایک گذشتہ پرچہ میں آریوں کے ایشور کے مجسم ہونے کے متعلق وید ولی کے حوالجات پیش کئے گئے ہیں۔ جب آریہ ان کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ تو قرآن کریم کے بعض الفاظ کا غلط مفہوم پیش کر کے یہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے بھی خدا کو مجسم قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن الفاظ سے آریہ وغیرہ اس قسم کا مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی تشریح کر دی جائے۔

کہا جاتا ہے۔ قرآن میں چونکہ خدا کے متعلق یہ آیا ہے۔ کہ وسع کرسیّہ السمٰوٰت والارض۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ خدا کرسی پر بیٹھا ہے۔ اور اس کی کرسی کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ جب خدا کی کرسی ہے۔ تو معلوم ہوا۔ وہ مجسم ہے۔

لیکن کرسی کے لفظ سے یہ نتیجہ نکالنا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ اس کے معنے لکڑی یا لوہے کی کرسی کے نہیں۔ بلکہ اس سے مراد خدا تعالیٰ کا علم ہے۔ چنانچہ حدیث کی سب سے اہم کتاب بخاری میں کرسیّہ کے معنے علمہٗ لکھے ہیں۔ اس لحاظ سے اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہستی ہے۔ اور زمین وآسمان کا کوئی راز اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ پس جبکہ اللہ تعالیٰ کی یہ ایک مسلمہ صفت ہے۔ اور اسی صفت کا اظہار وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض میں کیا گیا ہے۔ تو اس پر اعتراض کیسا۔

پھر قرآن مجید کی اس آیت پر کہ ثم استویٰ علی العرش یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ خدا محدود ثابت ہوگیا۔ کیونکہ جب وہ عرش پر ہے۔ تو غیر محدود اور غیر مجسم نہ رہا۔ لیکن کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ اسلام نے خدا کا عرش مخلوق اور محدود قرار دیا ہے۔ اور جب عرش مخلوق ہی نہیں۔ تو اس پر مجسم ہو کر بیٹھنے یا کھڑے ہونے کے کیا معنی۔ قرآن کی تو یہ تعلیم ہے۔ کہ کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں خدا نہ ہو۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ جس طرف بھی منہ کرو۔ اسی طرف اللہ تعالےٰ کا جلوہ دیکھوگے۔ پھر فرمایا۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم انسان کی رگِ حیات سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ کیا وہ خدا جو ہر انسان کے اتنا قریب ہو۔ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کسی تخت پر بیٹھا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔ جب کوئی میرا بندہ مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اسے کہتا ہوں۔ میں بالکل تیرے پاس ہوں۔ گھبرا نہیں۔ بلکہ مجھ پر یقین اور توکل رکھ کہ میں تیری مدد کرونگا۔ ان آیات سے عیاں ہے۔ کہ خدا محدود نہیں۔ بلکہ وہ ایک غیر محدود ہستی ہے۔ پھر اس بات کے ابطال کے لئے کہ خدا ایک تخت پر بیٹھا ہے یہی دلیل کافی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اللہ الصمد۔ اللہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ وہ کسی دوسری شئے کا ہرگز محتاج نہیں۔

پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہٖ۔ کہ زمین وآسمان کو سنبھالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ عرش کوئی مجسم چیز ہے۔ تب بھی عرش کو خدا سنبھالتا ہے نہ کہ عرش خدا کو سنبھالے ہوئے ہے۔

غرض عرش کو مادی وجود ماننا سخت غلطی ہے۔ اور اسلام کی تعلیم یقینًا اس کے خلاف ہے۔ اسلام ہرگز کسی مادی عرش کا قائل نہیں۔ باقی رہا یہ کہ عرش سے مراد کیا ہے۔ سو اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ استوا علی العرش سے مراد کمال قدرت فی تدبیر الملک ہے۔ اور تخت سے چونکہ عام لوگ واقف ہوتے ہیں۔ اس لئے استعارۃً اور تمثیلًا یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

پس عرش سے مراد تخت نہیں۔ بلکہ حکومت ہے۔ اور یہی ثم استویٰ علی العرش سے ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش کے متعلق جو تشریح فرمائی ہے۔ اس سے حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ آپ آریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اے حضرات مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو۔ اس میں ہرگز نہ پاؤ گے۔ کہ عرش بھی کوئی محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے۔ اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں۔ اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے۔ وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا۔ کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے۔ جس کا میں پیدا کرنیوالا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے۔ تو میں قبل اس کے جو قادیان سے باہر جاؤں۔ ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔ کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکھلاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دونگا۔ ورنہ میں باادب کہتا ہوں۔ کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا۔ جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے"۔

پھر فرماتے ہیں۔

"سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آگئیں۔ تو خدا تعالےٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا۔ کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور

غیر مذاہب

بہائیت کے مضحکہ خیز احکام

اس مضمون کی گزشتہ قسط میں بہائی ازم کے بعض عقائد اور عبادات وغیرہ کے متعلق اس کی تعلیمات پیش کر کے بتایا جا چکا ہے۔ کہ اس کا نہ صرف اسلام سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ اسلام کے خلاف ایک ناپاک کوشش ہے۔ کیونکہ اکملت لکم دینکم کے صریح ارشاد الٰہی کے خلاف اس کا دعویٰ ہے۔ کہ شریعت اسلامیہ میں ترمیم و تنسیخ کرنے کا اسے حق حاصل ہے۔ اس صحبت میں اس کی بعض اور تعلیمات پیش کی جاتی ہیں۔ نکاح کے متعلق بہائی شریعت کا جو فیصلہ ہے۔ اور جسے بہاء اللہ نے اپنی کتاب بیان میں لکھا ہے۔ یہ ہے۔ قد حرمت علیکم ازواج اٰباءکم۔ یعنی تم پر تمہارے آباء کی منکوحہ عورتیں حرام ہیں وبس۔ گویا آباء کی منکوحہ کے سوا ہر ایک دنیا کی عورت خواہ وہ قریبی سے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے نکاح کی ممانعت بہائی شریعت میں مطلقاً نہیں کیونکہ اس ممانعت کے سوا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ بہاء اللہ نے کسی جگہ بھی کسی اور عورت سے نکاح کرنا ناجائز قرار نہیں دیا۔ تعدد ازدواج کے مسئلہ میں بہاء اللہ نے یہ ترمیم کی ہے۔ کہ صرف دو عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے۔ اور دو سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنے کو بدکاری اور سرکشی ٹھہرایا ہے۔ مگر دو بیویوں کی حکمت کوئی نہیں بتائی۔ اور بظاہر اس کی وجہ سوائے اس کے کوئی اور سمجھ میں بھی نہیں آسکتی۔ کہ بہاء اللہ کی اپنی دو بیویاں تھیں۔

نکاح کے متعلق علی محمد باب کی تعلیم تو یہ ہے۔ کہ بابی مرد و عورت غیر بابی سے شادی نہیں کر سکتے۔ اس کے متعلق بہاء اللہ نے صراحتاً کوئی حکم نہیں دیا۔ صرف اسی حکم کو نقل کر دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ باب کے نزدیک بابی مرد و عورت غیر بابی سے رشتے نہیں کر سکتے۔ مگر عبدالبہاء کے سفرنامہ یورپ میں لکھا ہے۔ انہوں نے ایک تقریر میں بیان کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیم یہ ہے۔ کہ بابی مرد و عورت جس کسی مذہب کے پیرو مرد و عورت سے چاہیں شادی کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی قید نہیں۔ اگر عبدالبہاء کی اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ گو اس کی صحت کے لئے کوئی تحریری سند نہیں۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ باب اور بہاء اللہ کی تعلیمات میں تناقض و تضاد پایا جاتا ہے۔ نکاح کے متعلق علی محمد باب نے صرف مرد و عورت کی رضامندی کافی قرار دی ہے۔ مگر بہاء اللہ نے لکھا ہے۔ اگرچہ باب کا حکم یہی ہے۔ مگر ہم چونکہ بندوں میں محبت و مؤدت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے مرد و عورت کی رضامندی کے علاوہ ماں باپ کی رضامندی بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ گویا بقول بہاء اللہ علی محمد باب نے نکاح کے لئے ایسا طریق بتایا ہے۔ جو عداوت و دشمنی پیدا کرنے کا موجب ہے مگر اسکی اپنی پیش کردہ تعلیم محبت و الفت کے ازدیاد کا باعث ہے۔

نکاح کس طرح پڑھا جائے۔ اس کے متعلق بہائی شریعت میں کوئی حکم نہیں۔ ہاں عبدالبہاء کے سفرنامہ میں لکھا ہے۔ ایک رات آپ ایک بہائی مرد و عورت کی مجلس نکاح میں شریک ہوئے۔ اس مجلس میں ایک عیسائی پادری بھی تھے۔ آپ نے انہیں حکم دیا۔ کہ عیسائی طریق کے مطابق دونوں کا نکاح پڑھا دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کر دیا۔

مہر کے متعلق کتاب اقدس کا حکم ہے۔ کہ شہری لوگ ۱۹ مثقال سونا اور دیہاتی ۱۹ مثقال چاندی مہر باندھیں۔ اور اگر کوئی شخص زیادہ مہر مقرر کرنا چاہے۔ تو شہری ۹۵ مثقال سونا اور دیہاتی ۹۵ مثقال چاندی سے زیادہ نہیں باندھ سکتے۔ اس سے زیادہ حرام ہے۔ اس سے بہائیت کے شارع کی دماغی فرومائیگی پوری طرح واضح ہے۔ دنیا کی تمام آبادی کو شہراء و دیہات کے لحاظ سے تقسیم کر کے مہر مقرر کرنا بھی عجیب نامعقولیت ہے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے۔ شہروں میں ہزاروں لاکھوں آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جو نان شبینہ کی بھی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور دیہاتوں میں بعض بڑے بڑے امراء اور صاحب جائداد لوگ بھی رہتے ہیں۔

میاں بیوی کے تعلقات کے بارہ میں بہاء اللہ کی ایک اور تعلیم یہ ہے۔ کہ جو شخص سفر پر جائے۔ اسے چاہیئے۔ کہ بیوی سے واپسی کا وقت مقرر کر کے جائے۔ اور اگر کسی حقیقی عذر کی بناء پر وقت مقررہ کے اندر اندر واپس نہ ہو سکے۔ تو اسے چاہیئے اپنی بیوی کو اس سے مطلع کرے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ تو نو ماہ کے بعد بیوی کو اجازت ہے۔ کہ دوسرا نکاح کر لے۔ گویا اگر خاوند کسی مصیبت میں پھنس جائے یا ذرائع رسل و رسائل مفقود ہونے یا بیمار ہو جانے یا کوئی اور وجہ پیش آ جانے کی وجہ سے بیوی کو اطلاع نہ دے سکے۔ تو بیوی کو نو ماہ کے بعد اور نکاح کر لینا چاہیئے۔ ایک اور ہدایت بہاء اللہ کی یہ بھی ہے۔ کہ بحالت سفر اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو جائے۔ تو خاوند پر ہے ایک سال کا خرچ دیکر بیوی کو اسی جگہ لوٹا دے۔ جہاں سے سفر شروع ہوا تھا۔

طلاق کے بارہ میں بہاء اللہ کا حکم ہے۔ کہ تین بار دینے کے بعد اگر مرد چاہے تو رجوع کر سکتا ہے۔ اور اپنی بیوی کو گھر میں لا سکتا ہے۔

مسلمان عند الملاقات اسلام علیکم اور وعلیکم السلام کہتے ہیں۔ مگر شریعت بہائیہ کا حکم ہے۔ جب ایک بہائی دوسرے بہائی سے ملے۔ تو اللہ اکبر کہے۔ اور دوسرا اللہ اعظم جواب دے۔ نیز اگر بہائی عورت دوسری بہائی عورت سے ملے۔ تو وہ اللہ ابہیٰ کہے۔ اور جواب دینے والی یا اللہ ابہیٰ۔ بہائی کتب سے اس بات کے کئی ثبوت ملتے ہیں۔ کہ ان چاروں جملوں سے مراد بہاء اللہ کی اپنی ذات ہے۔

ایک اور حکم جس سے اس کی بیہودگی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ ہر بہائی کو چاہیئے۔ انیس سال کے بعد اپنے گھر کا تمام اسباب بدل ڈالے۔ قطع نظر اس سے کہ یہ حکم قابل عمل بھی ہے یا نہیں۔ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کس قدر نقصان رساں ہے۔ بہائی سالہا سال تک اپنے آرام و آسائش کے سامان بصرف زر کثیر جمع کرنے کے بعد انہیں علیحدہ کر کے نئے سامان مہیا کرنے کا حکم دینے والا نہایت ہی عاقبت نااندیش اور بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکالنے کا مجرم معلوم ہوتا ہے۔

گزشتہ مضمون میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ بہاء اللہ نے زناکاری جیسے خطرناک جرم کی سزا تھوڑے سے جرمانہ کے سوا کچھ نہیں رکھی۔ مگر آپ حیران ہونگے۔ ایسے جرم کے لئے اس قدر معمولی سزا تجویز کرنے والے کا یہ بھی حکم ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کا مکان جلا دے۔ تو ایسا کرنے والے کو بھی جلا دیا جائے۔ یا پھر عمر قید کی سزا دی جائے۔ اور یہی سزا قتل عمد کی رکھی ہے لیکن بلا ارادہ کسی کی ہلاکت کا باعث بننے والے کے لئے یہ حکم دیا ہے۔ کہ مقتول کے ورثاء کو سو مثقال سونا ادا کرے۔ لیکن یہ نہیں بتایا۔ کہ اگر کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ تو اس صورت میں کیا کیا جائے۔ چور کے لئے یہ سزا رکھی ہے۔ کہ اسے جلاوطن یا قید کر دیا جائے۔ اور اگر وہ تیسری بار چوری کا مرتکب ہو۔ تو اس کی پیشانی پر ایسا داغ دیا جائے۔ جس سے اس کا چور ہونا عام طور پر معلوم ہو سکے۔ زخموں اور چوٹوں وغیرہ یعنی قتل سے کم درجہ کے جرائم کے متعلق بہاء اللہ نے بتایا ہے۔ کہ ان میں دیت ہے۔ مگر اس کی تفصیل کہیں نہیں دی۔ اسی طرح بہاء اللہ نے ایک جگہ زکوٰۃ کا نصاب بیان کرنیکا وعدہ کرنیکے باوجود وہ بیان نہیں کیا۔

مُردوں کو دفن کرنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے عبدالبہاء نے لکھا ہے۔ فی الحال جب تک بہائیت قائم نہیں ہو جاتی۔ اور اس کی جڑیں مضبوط نہیں ہوتیں اسی طرح دفن کیا جائے۔ جس طرح دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ تا جدائی اور بیگانگی پیدا ہو کر تبلیغ میں روک نہ ہو جائے۔ لیکن جب بہائی قوانین کے جاری کرنے کا زمانہ آ جائے۔ اس وقت بہائیوں کا منہ عکا کی طرف کر کے انہیں دفن کیا جانا چاہیئے۔ میت کو غسل دینا نہ دینا بہائیوں کے نزدیک برابر ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں شریعت بہائیہ بالکل خاموش ہے۔

غرض یہ مختصر سا خاکہ ہے بہائی احکام کا۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام کے مکمل اور پر حکمت و صداقت احکام کی بجائے جو کچھ پیش کیا گیا ہے۔ وہ ایجاد بندہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور پراگندہ دماغی اور پریشان خیالی کا مجموعہ ہے۔ دراصل خود بہائی بھی اسے ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہیں اپنے شرعی احکام دنیا کے سامنے کھلم کھلا پیش کرنے یا ان پر عمل کر کے دکھانے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اور وہ باب اور بہاء اللہ کی کتابوں کو چھپاتے پھرتے ہیں۔

فضیلت اسلام

اسلام کس طرح خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے

مذہب کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کا پیارا بن جائے۔ اور اس کی رضا حاصل کرے۔ اسی غرض کے لئے اللہ نے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ پس ایک سچے مذہب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی ہر بات میں اس پہلو کو نظر انداز نہ ہونے دے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ پہلو جتنا زیادہ اہم ہے۔ اتنا ہی زیادہ اسے غیر مذاہب نے نظر انداز کر رکھا ہے۔ ان کی الہامی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں روحانیت کی کوئی تعلیم نہیں انجیل کے صفحوں کے صفحے پڑھ جایئے۔ آپ کو ہر جگہ قصے اور کہانیاں ہی نظر آئیں گی۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تاریخی رنگ میں واقعات جمع کر دیئے گئے۔ مگر روحانیت کسی تاریخ کا نام نہیں علم جغرافیہ کا نام نہیں۔ بلکہ اس باطنی تعلق کا نام ہے۔ جو انسانی روح کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ اور جس کے بغیر روح اپنے مدارج ترقی حاصل کرنے میں قطعاً ناکام رہتی ہے۔ مگر اس کا پتہ بجز کہیں کہیں ملتا ہے۔ اور وہ بھی نہایت دھندلا سا۔ یہی حال وید تورات اور ژند و اوستا وغیرہ کا ہے لیکن ان کے مقابلہ میں قرآن مجید ہر رکوع میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی وحدانیت کا ذکر۔ اس کے جلال کا ذکر۔ اس کی محبت کا ذکر۔ اس کے احسانات کا ذکر۔ اور بعض جگہ عواقب کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن انسانی فطرت کی تمام حسیات میں خدا کا عشق اور ولولہ بھر دینا چاہتا ہے۔ اور ہر رنگ اور ہر طریق سے انسان کو اپنے خالق کا والہ و شیدا بنا رہا ہے۔ مثال کے طور پر اس وقت ہم قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق چند نکات بیان کرتے ہیں۔ جس سے قرآن مجید کا آغاز ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا کہتا ہے۔ میں اس پاک ذات کے نام پر اس کتاب کی تلاوت کرتا ہوں۔ جو تمام نقائص سے منزہ اور تمام کمالات کی جامع ہے۔ وہ اللہ ہے۔ جو الرحمن۔ بغیر مانگے کے انسانی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان کرتا ہے۔ پھر وہ الرحیم ہے کہ جو شخص کسی مقصد کے لئے حقیقی کوشش کرے۔ اس میں اسے کامیاب و بامراد کرتا۔ اور اس کی محنت کا اسے اجر دیتا ہے۔

سب سے پہلا سبق اس آیت سے یہ سکھایا۔ کہ اے انسان تو کوئی کام کرے۔ اس وقت سب سے پہلا تیرا فرض یہ ہو۔ کہ تو اللہ کا نام لے۔ اس کی طرف توجہ پھیرے یعنی جب کوئی کام کرنے لگو تو یہ دیکھو۔ وہ کام خدا کے احکام اور اس کی منشاء کے مطابق ہے۔ یا نہیں کیونکہ جب کسی کے نام پر کوئی کام شروع کیا جائے۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ کام اس کی منشاء کے مطابق ہو۔ پس اگر اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔ تو اسے اختیار کرو۔ اور اگر نہ ہو۔ تو اسے ترک کر دو۔

دوسرا سبق اس سے یہ سکھانا مقصود ہے۔ کہ انسان اپنے انجام سے بے خبر ہوتا ہے۔ بہت دفعہ ایک کام کیا جاتا ہے۔ اور خیال ہوتا ہے۔ کہ اس میں کسی طرح کا نقصان لاحق نہیں ہو سکتا۔ مگر بعض ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے خلاف توقع نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس قسم کے خطرات سے بچنے کے لئے یہ تعلیم دی۔ کہ جس وقت کوئی کام شروع کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو اور اس سے دعائیں کرو۔ کہ وہ اس کام کو خیر و برکت کا موجب بنائے یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استخارہ کی بے حد تاکید فرمائی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی استخارہ کے سخت پابند تھے۔ استخارہ کی غرض یہی ہوتی ہے۔ چونکہ انسان آئندہ کے حالات سے لاعلم ہوتا ہے۔ اور نہیں جانتا۔ کہ فردا کے پردہ سے کیا ظہور پذیر ہو۔ اور مستقبل میں اسے کیا پیش آئے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے۔ کہ اے خدا اگر یہ کام میرے لئے مفید ہو۔ تو اسے میرے لئے مقدر فرما دے۔ اور اگر غیر مفید ہو۔ تو اس کی مضرتوں کو ہٹا دے۔ اور میں اس کے بد اثرات سے محفوظ رہوں۔ پس بسم اللہ میں دوسرا سبق ایک مومن کو یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بعد ہر ایک کام کا آغاز کرے

تیسرا سبق اس میں یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ چونکہ ظاہر کا باطن پر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور چونکہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ انسانی اعمال و اقوال اور حرکات اس کی قلبی کیفیات کے بدلنے میں نمایاں اثر رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ سبق سکھایا گیا۔ کہ بات بات پر اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ تا تمہارے دل میں اس کی محبت پیدا ہو۔ اور اس محبت میں ترقی ہو۔ کیونکہ ہم جب کوئی کام کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کا نام لیں گے۔ تو ہمارا دل اس کے احسانات کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور ہم سمجھیں گے۔ کہ اگر خدا ہمیں اس کام کی سرانجام دہی کے لئے طاقتیں نہ دیتا۔ تو ہم کس طرح اس کے کرنے کے لئے تیار ہو سکتے۔ اگر ہمارے ہاتھ نہ ہوتے پاؤں نہ ہوتے۔ آنکھیں نہ ہوتیں تو کیا حالت ہوتی۔ پس ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ذہن میں گزرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور ان احسانات کی یاد سے دل ایک سرور و لذت محسوس کرتا ہے۔ پھر بسم اللہ میں جس ذات کی طرف انسان کو توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ اللہ ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام نقائص سے منزہ اور تمام کمالات کی جامع ہستی ہے۔ پس اللہ کہکر اسلام اپنے متبعین کے یہ ذہن نشین کرتا ہے۔ کہ تمہارا خدا وہ نہیں۔ جو آریوں کے پرمیشور کی طرح روح اور مادہ کا محتاج ہو۔ اور نہ ہی وہ خدا جو عیسائیوں کے خدا کی طرح ابن اور روح القدس کا محتاج ہو۔ اور نہ ہی وہ خدا ہے۔ جو صلیب پر لٹک کر فوت ہو سکتا ہو۔ بلکہ تمہارا وہ خدا ہے۔ جو ہر نقص سے پاک ہے۔ اور تمام خوبیاں اس کی ذات میں ہیں۔ اور اگر کسی اور میں کوئی خوبی ہے۔ تو وہ اسی کا پرتو ہے۔ اسی کی طرف حضرت مسیح موعود اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

غرض اللہ کہکر بتایا۔ کہ تمہارا خدا محتاج نہیں۔ جو تمہارے کاموں کو پورا نہ کر سکے۔ وہ کمزور نہیں کہ تمہیں کامیاب کر سکے تم ایسے خدا سے تعلق پیدا کرو۔ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پس اللہ کے لفظ سے جہاں بعض اعتراضات کا دفعیہ کر دیا۔ وہاں مومن کی ہمت کو بلند کر دیا۔ اور اسے بتا دیا۔ کہ خدا ایسی ہستی ہے۔ جو ہر وقت تمہاری مدد کر سکتی ہے۔ مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے آگے جھکو۔ تا وہ تمہیں بلند کرے۔ اس کے دروازے پر گرو۔ تا وہ تمہیں اٹھائے۔

غرض امید کا ایک وسیع پیغام ہے۔ جو اسلام بندوں کو اس ایک لفظ میں دیتا ہے۔ اور ان کے سامنے ایک ایسی ہستی پیش کرتا ہے جس میں کوئی عیب نہیں۔ اور انسان ایسے خدا کی طرف بالطبع کھچا جاتا، کیونکہ دو ہی چیزیں انسان کو کسی کا گرویدہ بنا سکتی ہیں۔ ایک حسن اور دوسری احسان۔ حسن کا ذکر اللہ کہکر کر دیا۔ اور احسان کے ذکر کے لئے فرمایا۔ الرحمن۔ الرحیم۔ وہ خدا اگر ایک طرف تمام حسنوں کا جامع ہے تو دوسری طرف احسانات کا بحر بیکراں بھی ہے۔ ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ الرحمن ہے۔ الرحمن کے معنے یہ ہیں بلا مبادلہ انعام دینے والا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں یہی نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے۔ زمین و آسمان سورج۔ ہوا۔ پانی۔ پہاڑ۔ جانور اور دوسری مخلوق پیدا کر دی۔ بلکہ ہمیشہ اس کی رحمانیت کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ ہر گھڑی انسان پر ایسے ایسے فضل کرتا ہے۔ جن میں اس کی ذاتی کوشش کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا۔ وہ رحیم ہے یعنی جب انسان محنت کرے۔ تو اسے محنت کا ثمرہ عطا فرماتا ہے۔ اور اس طرح اگر ایک طرف اپنی صفت رحمانیت سے لوگوں کے قلوب کو مسخر کرتا ہے۔ تو دوسری طرف صفت رحیمیت سے انہیں اپنا گرویدہ بناتا ہے۔

یہ قرآن مجید کی ابتداء ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ کیسی خوش آئند اور فرحت بخش ابتداء ہے کس طرح بجھی ہوئی خواہشات اور مردہ امنگیں اس کے ذریعہ سے بلند ہوتی ہیں۔ اور کس طرح دل محبت کے پانی سے دھوئے جاتے ہیں۔ اور ان میں عشق کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا ہے یہی روحانیت ہے۔ جو اسلام دیتا ہے۔ اور اسی روحانیت کے حصول کے طریق اور اسیر تزور تمام قرآن مجید میں نظر آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں انجیل کی ابتداء دیکھیں۔ تو متی کے شروع میں یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ ہے۔ تورات کے شروع میں زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے۔ یہی طرح وید بھی الہامی کتابیں ہیں۔ بلکہ میرا دعویٰ ہے۔ کہ جس قدر بھی الہامی صحیفے ہیں۔ کسی کی ابتداء بھی اس شاندار طریق سے نہیں کی گئی۔ جس شاندار طریق پر قرآن مجید کی ابتداء ہوئی۔ پس اسلام کی فضیلت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ جو بات پیش کرتا ہے دوسری کتابوں سے بڑھ کر پیش کرتا ہے۔ اور ایسے انداز میں پیش کرتا ہے۔ جو انسانی روح کو وجد میں لے آتا ہے۔ کاش غیر مذاہب والے ان حقائق پر غور کر کے فائدہ حاصل کریں۔

مراسلات

مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود کے خلاف

پیغام صلح ۳ مارچ ۱۹۳۱ء میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے۔

"آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا کوئی کام باقی نہیں رہا۔ اگر نبوت کا کوئی کام باقی ہوتا۔ تو الیوم اکملت لکم دینکم کی آواز نہ آتی اس وحی نے بتا دیا۔ کہ نبوت کا کام ختم ہو گیا۔"

لیکن اس آیت کا یہ مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اسجگہ معترض صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اور پھر اعتراض کیا۔ کہ جب کہ دین کمال کو پہنچ چکا ہے۔ اور نعمت پوری ہو چکی۔ تو پھر کسی مجدد کی ضرورت ہے۔ نہ کسی نبی کی۔ مگر افسوس کہ معترض نے ایسا خیال کر کے خود قرآن کریم پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے - - - - - - - - - اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اسبات کو مستلزم نہیں۔ جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلی دست بردار ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی گھر بنائے اور اس کے تمام کمرے سلیقہ سے تیار کرے۔ اور اسکی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں۔ باحسن وجہ پوری کر دے۔ اور پھر مدت کے بعد آندھیاں چلیں۔ اور بارشیں ہوں۔ اور اس گھر کے نقش ونگار پر گرد وغبار بیٹھ جائے۔ اور اس کی خوبصورتی چھپ جائے۔ اور پھر اس گھر کا کوئی وارث اس کو صاف اور سفید کرنا چاہیئے۔ مگر اس کو منع کر دیا جائے۔ کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۳۲)

کیا مندرجہ بالا سطور سے ظاہر نہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے آیت اکملت لکم دینکم سے جو استدلال کیا ہے۔ اسے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام رد کر چکے ہیں۔ مگر آج پھر مولوی صاحب پیش کر رہے ہیں۔

پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مجدد کا اقرار کیوں لیا جائے۔ مجدد پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا۔ تو جس کے انکار سے کافر نہ ہو۔ اس کے اقرار کی بھی ضرورت نہیں۔"

یہ عقیدہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ کہنا۔ کہ مجددوں پر ایمان لانا۔ کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالےٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون۔ یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں۔ پھر جو شخص ان کا منکر رہے۔ وہ فاسقوں میں سے ہے" (شہادت القرآن صفحہ ۳۲) یہ حوالہ بھی تیار ہے کہ مولوی صاحب ثابت نہیں حضرت مسیح موعود کے

(خاکسار غلام حسین از منٹگمری)

رپورٹ کارگذاری جماعت احمدیہ پونچھ

(از ابتدائے ساون ۱۹۸۷؁ لغایت ۵ اچیت ۱۹۸۷؁)

جماعت ہذا کی تنظیم باقاعدہ طور پر مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کے ذریعہ بر موقعہ جلسہ سالانہ عمل میں آئی۔ ابتداءً مجموعی تعداد افراد جماعت مع بچگان و مستورات ۳۰ تھی۔ اب بفضل ایزدی ہم آئے جماعت کی کوشش سے شہر مضافات میں ۱۶ اکس بالغ مرد داخل سلسلہ ہوئے۔ جو متوسط و غرباء خواندہ ناخواندہ زراعت پیشہ و پیشہ ور ہیں۔

جماعت ہذا کا انتخاب سکرٹری شپ تک بذریعہ مولوی صاحب مذکور ہوا۔ ایک اجلاس خاص میں منشی دانشمند صاحب اتفاق آراء سے پریذیڈنٹ اور منشی نواب علی خان صاحب منشی امین مقرر ہوئے جماعت دو ماہ کے عرصہ تک ایک دوست کے مکان پر کاروبار سرانجام دیتی رہی۔ ماہ اسوج ۱۹۸۷؁ میں بمطابق قرار داد منشی دانشمند صاحب پریذیڈنٹ ایک چوبارہ برسر بازار عہ/ ماہوار کرایہ لیا گیا۔ جس میں دفتر کا کام باقاعدہ جاری ہے۔ لائبریری و مہمان خانہ کا کام بھی اس سے لیا جاتا ہے۔

چندہ ماہوار:۔ جماعت نے عرصہ زیر رپورٹ میں بذریعہ سیکرٹری صاحب باقاعدہ چندہ بیت المال میں روانہ کیا۔

مقامی چندہ:۔ علاوہ مرکزی چندوں کے برائے کرایہ مکان روشنی و ماشکی وغیرہ چندہ وصول کیا گیا۔

تبلیغ:۔ امیر عالم صاحب تبلیغی مساعی میں خاص طور پر کوشاں رہے ۱۱ روپیہ کا تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ پانچ اخبارات مختلف دوستوں کے نام جاری کئے گئے۔ الفضل۔ فاروق۔ نور۔

تربیت:۔ پریذیڈنٹ صاحب نے پوری تن دہی سے کام کیا۔ مراضعات۔ سیندرہ۔ کروٹی۔ گرساٹی۔ ہڑانہ۔ پوتس۔ نائین میں جماعتہائے احمدیہ کی تنظیم کی گئی۔ وزارت عالیہ پونچھ سے نقل فیصلہ وزیر صاحب بہادر سابقہ برائے حصول رجسٹر نکاح خوانی احمدیاں حاصل کی گئی۔ جو بمقام موضع سلواہ مولوی عبدالحی صاحب کو روانہ کی گئی چنانچہ اب مولوی صاحب افراد جماعت کے نکاح اپنے رجسٹر میں درج کرتے ہیں۔ اور کئی دوستوں کے نہایت ضروری کام سرانجام دیئے۔

مہمان نوازی:۔ بسا اوقات بیرونجات سے آمدہ مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ میاں غلام حسن صاحب بھی وقتاً فوقتاً مہمان نوازی میں حصہ لیتے رہے ہیں

کل تعداد افراد:۔ ریاست پونچھ جملہ احباب کی تعداد تخمیناً ۵۵۰ ہے۔ جماعت تبلیغ میں ہمہ تن کوشاں ہے۔ اور غالب امید ہے کہ حیرت انگیز ترقی کریگی۔ جماعت متمنی ہے۔ کہ ضلع سیالکوٹ کے بعد علاقہ ہذا میں تبلیغی دھاوا بول دیا جائے۔ مبلغین کے لئے بلحاظ تبدیلی آب وہوا نہایت موزون موسم ہے۔

بالآخر جماعت ہذا آقائے نامدار حضرت اقدس کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتی ہے۔ کہ کامیابی وکامرانی کے لئے دعا فرمائیں۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں بھی گذارش ہے۔ کہ کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ (خاکسار سیکرٹری جماعت احمدیہ پونچھ شہر)

حضرت خواجہ حسن بصری کا ایک کشف

حضرت خواجہ حسن بصری کی سوانح میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ایک پردیسی آتش پرست شمعون نامی تھا۔ وہ بیمار ہوا ...... آپ اس کی عیادت کو گئے ...... اس سے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ سے ڈر ...... اب بھی اسلام قبول کر ...... شمعون نے کہا کہ اگر آپ اس بات کی مجھے تحریر لکھ دیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ پر عذاب نہ کریگا۔ تو میں ایمان لے آتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے شمعون کو تحریر کر دیا اس نے ...... اسلام قبول کر لیا۔ اور ...... یہ وصیت کی جب میں مر جاؤں ...... یہ تحریر میرے ہاتھ میں رکھ دیں ...... چنانچہ ...... وہ مر گیا۔ اب حسب وصیت آپ نے اس کی وصیت پوری کی ...... تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ شمعون مانند شمع تاج سر پر رکھے اور حلۂ بہشتی بدن پر پہنے ہوئے ہنسی وخوشی کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ دریافت کیا۔ کہ اے شمعون کیسے ہو۔ اس نے کہا۔ کیا پوچھتے ہو۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے مجھکو جنت میں اتارا اور اپنے فضل وکرم سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ یہ لیجئے آپ کی تحریر اب مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ یہ خواب دیکھ کر جب بیدار ہوئے۔ تو شمعون کا وہ رقعہ واپس کیا ہوا اپنے ہاتھ میں دیکھا۔ (سوانح خواجہ حسن بصری مصنفہ منشی عبدالرحمن شوق امرتسری صفحہ ۹ تا ۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرخی کی چھینٹوں والے کشف پر اعتراض کرنے والے خدا کے لئے غور کریں جس طرح حضرت خواجہ حسن بصری کو خواب میں وہ رقعہ واپس دیا گیا تھا اور جب وہ بیدار ہوئے۔ تو واقعہ میں وہی رقعہ اپنے ہاتھ میں پایا۔ ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو کشفی حالت میں سرخی کی قلم چھڑکتے ہوئے دیکھا جس کی چھینٹیں ظاہری طور پر بھی نمودار ہوئیں۔ جن کو حضور نے اور حضور کے ایک خادم نے اسی وقت دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ (خاکسار عبدالرزاق طالبعلم فسٹ مڈل قادیان)

عراق ریلوے

اسلام کے مقدس مقامات نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین اور سمارہ کی زیارت کیلئے عراق ریلوے سب سے زیادہ آرام دہ سب سے زیادہ کم فاصلہ اور سب سے زیادہ کم خرچ راستہ ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور مشہد کو جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے عراق کے مقدس مقامات کی زیارت کریں۔ اور اس طرح دو مختلف زیارتوں کے اخراجات سے بچیں۔ زائرین کیلئے خاص سہولتیں اور تخفیف شدہ کرایہ کے ٹکٹ ہیں سپیشل کوپن ٹکٹ جو ایک سو بیس یوم کے لئے قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ پچاس کلو وزن بھی لیجایا جا سکتا ہے۔ حسب ذیل شرح پر دستیاب ہو سکتے ہیں:۔

بصرہ سے کربلا۔ وہاں سے کاظمین (بغداد) اور واپسی بصرہ سیکنڈ کلاس ۔/۸/۵۶ تھرڈ کلاس ۔/۱/۳۰ مذکورہ بالا سفر میں اگر سمارہ اور وہاں سے واپسی بھی شامل کی جائے۔ تو سیکنڈ کلاس ۔/۸/۷۲ تھرڈ ۔/۱/۳۸

تین سال سے کم عمر کے بچے مفت اور ۱۲ سال سے کم عمر کیلئے نصف کرایہ عراق کے کسی اسٹیشن تک جانے اور آنے کیلئے بکفایت ٹکٹ بھی مل سکتے ہیں۔ بصرہ سے کربلا میں گھنٹے کا راستہ ہے۔ اور بصرہ بغداد ۱۲½ گھنٹہ کا۔ تمام اہم مقامات مقدسہ کے درمیان روزانہ گاڑیاں چلتی ہیں بغداد سے براستہ موصل و نبی یونس اور نصیبین، ایبو تک سیر وہاں سے استنبول یا براستہ دمشق یروشلم۔ پورٹ سعید۔ قاہرہ۔ اور سویز سے جدہ کو مدینہ جانے کیلئے اول اور دوم درجہ کے مسافروں کے لئے ہفتہ میں دو بار مشترکہ گاڑی اور موٹر سروس کا انتظام ہے ٹکٹ۔ مفت پمفلٹ۔ اور تمام معلومات حسب ذیل پتوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں

(۱) مولوی محمد باقر حاجی مریوچی کا مسافر خانہ جیل روڈ عمرکھاڑی بمبئی
(۲) مسٹر ای۔ اے۔ لوٹیا کولی دادا۔ ماندوی بمبئی
(۳) آنریری سیکرٹری فیض بخشی۔ پالاگلی بمبئی
(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ کھارادر۔ کراچی
(۵) مسٹر عبد العلی۔ علیبی جی بندر روڈ کراچی۔
(۶) آنریری سیکرٹری فیض بخشی گوڈی گارڈن کراچی
(۷) میسرز مرزا چودھری اینڈ کمپنی۔ پی۔ او بکس ۱۶۹ لاہور
(۸) میسرز نظامیہ مسلم ایکسپریس کمپنی نذاد دول ادحیدر آباد دکن

جیا

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز عراق
امر چند باٹنگ سٹریٹ سیٹ بمبئی

تریاق جگر

ہمارا طیار کردہ تریاق بفضلہ مندرجہ ذیل عوارضات کیلئے لاثانی دوا ہے۔ کوئی یونانی و ڈاکٹری مرکب جملہ فوائد میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ضعف جگر۔ تپ۔ کمی خون۔ قبض دائمی۔ جلن ہاتھ و پاؤں۔ سردرد یا جبکی خون دل دھڑکن۔ زردی بدن عظیم الطحال و ضعف معدہ جلن سینہ۔ ضعف عام کے لئے بیشل دوائی ہے۔ صرف ایک ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آثار صحت شروع ہو جاتے ہیں۔ دو تین ہفتہ کے لگاتار استعمال سے زردی۔ لاغری دور ہو کر بدن چست و چالاک سرخ مثل انار ہو جاتا ہے۔

تریاق جگر بصورت عرق۔ یونانی و ویدک۔ ڈاکٹری ادویات کا بے نظیر مرکب ہے تندرست اشخاص جو کمی خون محسوس کرتے ہیں۔ استعمال کرکے کافی خون پیدا کر سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک۔

پرچہ ترکیب ہمراہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ ہر موسم و ہر عمر میں یکساں مفید ہے۔

المشتہر:۔ شفاخانہ احمدیہ دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور

تجارت کرو اور فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا کے کارکن احمدی ہیں۔ کوئی دھوکہ نہ ہوگا
مال دیانت داری سے کم منافع پر سپلائی کیا جائیگا

یورپ۔ امریکہ۔ چین۔ جاپان وغیرہ کا نفیس ڈیزائن اور موسم گرما کا کم خرچ بالا نشین۔ وائل۔ چکن۔ سلک۔ جاپانی سلک جھینٹ۔ جالی۔ لٹھہ۔ قمیصوں۔ پاجاموں زنانہ دوپٹوں کا ہر قسم کا کٹ پیس۔ سجاوٹ۔ ساز۔ قالین واٹر پروف کوٹ یعنی برساتی۔ مسہری یعنی مچھر دانی۔ بمقابلہ ارزاں نرخ پر ہم سے منگوائیں۔

نمونہ کی گانٹھ مالیتی پچاس روپیہ سے دو صد روپیہ تک ہے۔ جس میں ہر قسم کے مال کا نمونہ ہوگا۔ ذاتی ضروریات اور تجارت کیلئے ہم سے منگوا کر معقول نفع اٹھائیں۔ پردہ نشین مستورات تک ہم سے مال منگوا کر فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ کچھ رقم بطور پیشگی آنی چاہیئے۔ ولایت کی سربند گانٹھوں اور پیٹی کا خاص نرخ اور پرائس لسٹ طلب کریں

امریکن کمرشل کمپنی (تھوک تاجران کٹ پیس) بمبئی ۱۱

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض نا طاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے محصول ۸

سیاکوٹ: فیض عام میڈیکل ہال قادیان

صرف ایک دفعہ تین سو روپے لگا کر ایک سو روپیہ ماہوار منافع حاصل کیجئے

ہمارا آہنی خراس (بیل چکی) لگا کر چھ روپے روزانہ آمدنی اور خرچ نکال کر خالص منافع یکصد روپے رہیگا۔ خراس کے حالات تخمینہ طلب فرمائیے۔ اور ہمارے تیار کردہ آہنی رہٹ۔ چارہ کتر نیکی مشینیں (چاف کٹرز) انگریزی ہل۔ نیشکر کے بیلنے جات۔ بادام روغن نکالنے قیمہ بنانے اور سیویاں تیار کرنے کی بینظیر نو ایجاد مشینیں رائس ہلرز (چاول نکی مشینیں) دستی پمپ و دیگر ہر قسم کی مشینری منگوانے کے لئے جو مفید اور کار آمد مضبوط ہونیکے علاوہ بیحد ارزاں بھی ہیں۔ اور جن کی روز بروز مانگ بڑھ رہی ہے۔

ہماری باتصویر فہرست

مفت

طلب کیجئے:۔

ایم۔ اے رشید اینڈ سنز بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ضرورت ہے

ایک احمدی بھائی کو اپنے بچوں کی تعلیم کیلئے اتالیق کی ضرورت ہے جو انٹرنس پاس ریاضی انگریزی اچھی جانتا ہو۔ یا سینئر انگریزی خواں ہو یا نارمل پاس ہو بچے پرائمری جماعت میں ہیں۔ خواہشمند ملازمت بہت جلد اپنی اپنی درخواست معہ نقول اسناد و تصدیق امیر جماعت نقلی یا سیکرٹری تعلیم و تربیت دبارہ چال چلن و احمدیت بنام ہمیں بھیجدیں تنخواہ ۱۵ روپے ہوا خوراک و رہائش مفت ہوگی۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— تین مئی کو شالامار باغ لاہور میں دو مفرور ملزم پائے گئے۔ کسی مخبر کی اطلاع پر پولیس پہونچ گئی۔ اور باغ کے ارد گرد گھیرا ڈالکر انہیں گرفتار کرنے کے لئے جب پولیس مین آگے بڑھے۔ تو انقلاب پسندوں نے فائر شروع کر دئے۔ جس سے بعض پولیس والوں کو زخم آئے۔ پولیس نے بھی گولی چلائی۔ جس سے ایک انقلاب پسند مارا گیا۔ اور دوسرا گرفتار کر لیا گیا۔ یہ دونو اشتہاری ملزم تھے۔ جن کی گرفتاری کے لئے انعام مقرر تھا:۔

—— خیال کیا جاتا ہے۔ کہ لاہور کی خفیہ پولیس کسی جدید سازش کا سراغ لگا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ۲ مئی کو لاہور میں کئی گرفتاریاں کی گئیں۔ اور کئی ایک مکانات کی تلاشی ہوئی۔ ابھی مزید گرفتاریوں کی توقع ہے۔

—— ۴ مئی کو صبح آٹھ بجے مہاراجہ صاحب کشمیر جو ولایت تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ جموں پہونچ گئے:۔

—— رائٹر کے نمائندہ نے لارڈ اروِن سے مارسیلز میں ملاقات کی۔ آپ نے اسے ہندوستان کے متعلق کوئی بیان دینے سے انکار کر دیا۔ اور صرف اتنا کہا۔ کہ میں انگلستان و ہندوستان دونوں کا بہی خواہ ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ موجودہ مشکلات کا حل بہت جلد ہو جائے گا:۔

—— باریسال میں دو نوجوانوں نے جو پستولوں سے مسلح تھے تحصیل کے چپراسی سے دو ہزار روپیہ زبردستی چھین لیا۔ اور ایک شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ مقامی کالج کے چند طالب علم اس سلسلہ میں گرفتار کئے گئے ہیں۔

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ چٹاگانگ کے ۵۲ مواضعات کو چونکہ خطرناک سمجھا گیا ہے۔ اس لئے ان مقامات پر تعزیری پولیس تعینات کی جا رہی ہے

—— لندن کے سرکاری حلقوں میں اس امکان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ آئندہ انتخابات میں لارڈ اروِن وزیر ہند بنائے جائیں گے:۔

—— شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ سرکاری اخراجات میں تخفیف کے مسئلے پر غور کرنے کے لئے بہت جلد ایک کانفرنس ہونے والی ہے۔ جس میں ہر صوبہ کے دو نمائندے شامل ہونگے اگرچہ یہ بھی خیال ہے کہ زیادہ بچت کا امکان نہیں:۔

—— سول کا نامہ نگار شملہ لکھتا ہے کہ یو۔پی اور شمالی پنجاب میں کمیونسٹوں کی طرف سے خطرناک پراپیگنڈا ہو رہا ہے۔ جس سے خطرناک نتائج کا امکان ہے:۔

—— انگلستان کی پارلیمنٹ میں ایک قانون منظور ہوا ہے۔ جس کی رو سے ایک شخص اپنی بیوی کی وفات پر اس کی بھتیجی سے اور ایک عورت متوفی خاوند کے بھتیجے سے شادی کر سکیگی

—— ۲ مئی کو لاہور میں مسلمانوں کا ایک جلسہ زیر صدارت سر محمد اقبال منعقد ہوا۔ جس میں حاضری پندرہ ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ مختلف تقریریں ہوئیں۔ جن میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت پر زور دیا گیا۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر میں نوجوانوں کو میدان عمل میں آنے کی دعوت دی۔ اس پر لاہور میں یوتھ لیگ قائم کی گئی۔

—— ریلوے اخراجات کی تخفیف کے لئے مسلمانوں کو تو باہر نکالا جا رہا ہے۔ مگر ہندوؤں کو نئے نئے عہدے پیدا کر کے تعینات کیا جا رہا ہے چنانچہ ایجنٹ کے دفتر میں دو نئے اسٹنٹ پرسنل افسر ہندو مقرر کئے گئے ہیں۔ کیا تخفیف اسی کا نام ہے؟

—— رانڈیر علاقہ سورت میں ایک ہندو کے مکان پر بم بناتے ہوئے پھٹ گیا۔ جس سے بنانے والا کسی قدر مجروح ہوا۔ رانڈیر کے ایک سوداگر نے عید کے موقع پر مسلم معززین علاقہ کو مدعو کیا تھا۔ اور یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بم اس مجمع میں پھینک کر مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے بنایا جا رہا تھا۔

—— مولانا شوکت علی کا دورہ بہت کامیاب ہو رہا ہے۔ ہر جگہ آپ کی تائید کی جاتی اور آپ پر اظہار اعتماد کیا جاتا ہے:۔

—— راؤڈی جنیرو کے بحری میگزین میں ۱۲ مئی کو آگ لگ گئی۔ جس سے آتشگیر مادہ پھٹ گیا۔ ۱۲۱ اشخاص ہلاک اور ۷۰ مجروح ہوئے۔

—— ضلع کھیڑہ کے ایک گاؤں میں ۴۵ ڈاکو تیز دھار اور آتشیں آلات سے مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے۔ اور چھ مکانات کو لوٹ کر لے گئے۔ یہ وہ علاقہ ہے۔ جہاں کانگریس کو سب سے زیادہ رسوخ حاصل ہے:۔

—— صوبہ مدراس کے ایک گاؤں میں کسی شخص نے کنوئیں میں سن کا گٹھا ڈبویا ہوا تھا۔ وہ اسے نکالنے کے لئے نیچے اترا مگر واپس نہ ہوا۔ اس کا بھائی نیچے گیا۔ مگر وہ بھی نہ آیا۔ سات آدمی اور گئے مگر سب اندر ہی رہے۔ گویا نو آدمی اس طرح ہلاک ہو گئے۔

—— ۱۹۳۰ء میں ۱۲۴۵۸۶۵ اشخاص بیرونی ممالک سے برطانیہ میں سیاحت کے لئے آئے۔

—— اجمیر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سارداایکٹ کے بانی رائے ہربلاس سارداکے بھتیجے نے اپنی نو سالہ لڑکی کی شادی کی ہے۔ آپ نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کامیابی نہ ہو سکی۔

—— نیویارک کی خبر ہے کہ مدر انڈیا کی مصنفہ مس کیتھرائن میو نے ایک نئی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہندو چائلڈ میرج یعنی ہندوؤں میں بچپن کی شادی ہے:۔

—— اخبار سٹیٹسمین لکھتا ہے کہ گول میز کانفرنس کا آئندہ اجلاس اکتوبر ۱۹۳۱ء میں ہوگا۔ لیکن فیڈرل آئین مرتب کرنے والی کمیٹی کا اجلاس ... ماہ اگست میں ہوگا

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرحد تمام محکموں میں دس فیصدی تخفیف کر رہی ہے:۔

—— ۴ مئی لاہور ریلوے سٹیشن پر ایک گورہ لائن کو عبور کرتے ہوئے گاڑی کے نیچے آکر کٹ گیا۔

—— معلوم ہوا ہے کانگریس کا آئندہ اجلاس صوبہ کنگ کے شہر پوری میں ہوگا:۔

—— گارڈن کالج راولپنڈی کی سائنس لیبارٹری سے ایک .. سیر پکرک ایسڈ چرا لیا گیا ہے

—— ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور نے قانون انتقال اراضی کے ترمیمی بل کی حمایت میں ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ دوسری ڈسٹرکٹ بورڈوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے:۔

—— لنڈن ۱۳ مئی۔ لارڈ اروِن معہ لیڈی اروِن یہاں پہونچ گئے ... وکٹوریہ سٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا سٹیشن پر بھاری ہجوم تھا۔ ملک معظم کی طرف سے لارڈ ڈن سن اور وزرات کے دیگر ممبران نیز سر کردہ ہندوستانی اپنے دیسی لباس میں موجود تھے۔ چیف پنجاب ایسوسی ایشن کے صدر نے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ جب آپ سٹیشن سے باہر نکلے تو مسلسل تالیاں بجائی گئیں۔ ایک ملاقات کے دوران میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کے حالات اب پہلے کی نسبت بہتر ہیں۔ مگر کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ اب کوئی مشکلات ہی نہیں۔ مگر اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ان مشکلات پر کیوں نہ قابو پایا جائے میں اور میری بیوی اپنے دل کا بہت سا حصہ ہندوستان چھوڑ آئے ہیں جہاں ہمارے بیشمار دوست ہیں۔ جنہوں نے ذاتی طور پر ہم پر مہربانیاں کی ہیں۔ مجھے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ کیوں نہ صبر و تحمل۔ فراخ دلی اور باہمی رواداری سے کام لیا جائے عام طور پر اخبارات نے وائسرائے کی خدمات کی تعریف کی ہے

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ جموں میں عید کی نماز کے بعد جب خطیب خطبہ پڑھنے لگے۔ تو ایک آریہ پولیس افسر نے اسے علماً روک دیا۔ اور کہا صرف نماز کی اجازت ہے۔ لیکچر کی نہیں اور خطبہ کی اہمیت بتانے جانے کے بعد بھی اس فرعونیت پر اڑا رہا مسلمانوں میں بہت جوش پھیلا ہوا ہے۔ ہندو راج میں مسلمانوں کی جو حالت ہوگی۔ اس کا کسی قدر اندازہ ایسی حرکات سے بآسانی ہو سکتا ہے:۔

—— حکومت ہند نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ علیحدگی برما کے سوال پر گورنر برما استعفیٰ دیا ہے:۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا:۔